Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 174-188
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

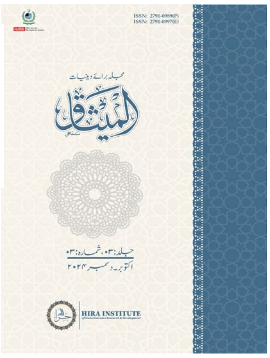

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ: مقسم، اقسماء اور اقسام کا تحقیقی جائزہ

The Causes of the Manifestation of Prophetic Miracles: A Research Review of Muqsam, Aqsimā and Aqsām

1. Muhammad Mudasar Rasool Raza mudasarrazvi5@gmail.com	*M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.*
2. Prof. Dr. Humayun Abbas drhumayunabbas@gcuf.edu.pk	*Dean, Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad.*

How to Cite:	Muhammad Mudasar Rasool Raza and Dr. Humayun Abbas. 2024: "The Causes of the Manifestation of Prophetic Miracles: A Research Review of Muqsam, Aqsimā and Aqsām". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 174-188.		
Article History:	**Received**: 25-11-2024	**Accepted**: 18-12-2024	**Published**: 31-12-2024

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ: مقسم، اقسماء اور اقسام کا تحقیقی جائزہ

The Causes of the Manifestation of Prophetic Miracles: A Research Review of Muqsam, Aqsimā and Aqsām

1. **Muhammad Mudasar Rasool Raza**
   M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad.
   mudasarrazvi5@gmail.com

2. **Prof. Dr. Humayun Abbas**
   Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning Government College University, Faisalabad.
   drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

This study examines the underlying causes behind the manifestation of the miracles performed by the Prophet Muḥammad (ﷺ), a crucial aspect of the field of *Sīrah*. Just as understanding the causes of the revelation of the Qur'ān and the narration of Ḥadīth enhances one's comprehension of these significant events, exploring the reasons behind the Prophet's (ﷺ) miracles offers a deeper understanding of their context and purpose. The research defines the "cause of the appearance of miracles" as the specific circumstances, needs, or requests that prompted the Prophet Muhammad (ﷺ) to perform a miracle, paralleling the causes of Qur'ānic revelation and the transmission of Ḥadīth. These causes are categorized into five main types: causes of invocation, confirmatory causes, causes of supplementary invocation, human need causes, and non-human need causes. In doing so, the study introduces a new term, "*Asbāb Wurūd Waqā'i Sīrah,*" to classify the various causes within the broader scope of *Sīrah* studies. The research concludes by asserting that *Sīrah* is the "mother of all sciences," as it encompasses the life, actions, and teachings of the Prophet Muhammad (ﷺ), from which all other Islamic sciences originate. Through a thorough understanding of the causes of the Prophet's (ﷺ) miracles, this study aims to contribute to a more comprehensive appreciation of *Sīrah* and its central role in Islamic scholarship.

Keywords: *Divine Wonders, Manifestation, Sīrah Studies, Miracle, Causes.*

تمہید

یقیناً ہر چیز کے ہونے یا نہ ہونے کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ پھر یہی اسباب بتاتے ہیں کہ یہ چیز کب ؟ کیوں؟ کس جگہ ؟ اور کس کے لئے وجود میں آئی اور ان امور کے جان لینے کے بعد انسان اس چیز کا مکمل فہم حاصل کر لیتا ہے۔ چونکہ اسباب کو جاننا اس چیز کے مکمل فہم کے حصول کا فائدہ دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے فہم قرآن وحدیث کیلئے اسبابِ نزولِ قرآن اور اسباب ورودِ حدیث پر کتب تصنیف فرمائیں۔ اسباب نزول قرآن اور اسباب ورود حدیث کی طرح سیرت کی دیگر انواع کے اسباب کا جاننا بھی ضروری ہے۔ راقم نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں سیرۃ کی ایک اہم نوع "معجزات النبی ﷺ" کے اسباب کو موضوع بحث بناتے ہوئے علوم السیرۃ میں ایک اہم نوع "اسباب ظہور معجزات نبوی ﷺ" کا اضافہ کرنے کی سعی کی ہے جس کی اصطلاحی تعریف یوں ہے کہ معجزہ کے ظہور کا سبب وہ ہو گا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے یہ معجزہ ظاہر فرمایا جیسا کہ قرآن کریم کا سبب نزول اور حدیث شریف کا سبب ورود ہوتا ہے۔ سبب ظہور معجزہ کی تعریف یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ ایسی دعوت، حاجت یا مطالبہ جس کے باعث نبی کریم ﷺ سے معجزہ کا ظہور ہوا، سبب ظہور معجزہ کہلاتی ہے۔

اس تحقیقی مقالہ میں "اسباب ظہور معجزہ" کے مقسم، اقسماء اور اقسام کو موضوع بحث بناتے ہوئے ادب سیرت میں ایک اور اہم اصطلاح "اسباب ورود و قائع سیرت" کا اضافہ کرنے کی بھی سعی کی گئی ہے۔ راقم نے سیرت کو ام العلوم قرار دیتے ہوئے "اسبابِ ورودِ وقائعِ سیرت" کو مقسم قرار دیا ہے جبکہ سیرت کی تمام انواع کے اسباب کو اس کی اقسام قرار دیا ہے اور یوں اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کا ان کا قسیم ہونا واضح ہے۔ مذکورہ بحث کو درج ذیل نقشہ سے سمجھا جاسکتا ہے:

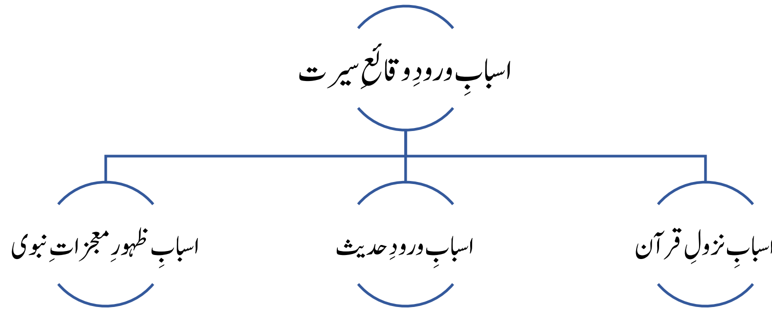

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کے مقسم، اقسماء اور اقسام سے متعلقہ تفصیلی مباحث کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

اسباب ظہور معجزات نبوی ﷺ کا مقسم: اسبابِ ورودِ وقائع سیرت

اسباب ظہور معجزات نبوی ﷺ کا مقسم "اسباب ورود و قائع سیرت" ہے۔ ورود کا مادہ "و، ر، د" ہے اور یہ باب ضرب یضرب سے مصدر ہے۔[1] عربی لغات میں اس کے درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں:

- المعجم اللغة العربية المعاصرة میں ورود کا لغوی معنیٰ "وصول" ہے۔[2] جیسا کہ اہل زبان کہتے ہیں: ورَدت البضاعةُ في مواعيدها المحدَّدة (سامان بروقت موصول ہوا)۔
- المعجم الغنی میں ہے کہ ورود کا لغوی معنیٰ "مجيئة" ہے۔[3] جیسا کہ کہا جاتا ہے: كَمَاوَرَدَ فِي الْحَدِيثِ السَّابِقِ ای جاء (جیسا کہ پچھلی حدیث میں وارد ہوا ہے یعنی آیا ہے)۔
- المعجم الغنی میں ورود کا لغوی معنیٰ "دخول" بھی بیان ہوا ہے۔[4] جیسا کہ کلام عرب میں مستعمل ہے: وردت الوفود على القصر ای دخلت (وفود محل میں وارد ہوئے یعنی داخل ہوئے)۔
- لسان العرب میں ورود کا لغوی معنیٰ "اشراف" ذکر ہوا ہے۔[5] جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے: ولما ورد ماء مدين[6] (اور جب وہ مدین کے پانی کے پاس تشریف لائے)۔ کلام عرب میں بھی اس معنیٰ میں مستعمل ہے۔ جیسا کہ اہل زبان کہتے ہیں: ورد فلان على الماء ای اشرف عليه (کوئی شخص پانی پر وارد ہوا یعنی پانی کے پاس پہنچا)۔
- ورود کے دیگر معانی خروج، حضور، درآمد، سابق، ذکر اور اخذ کے بھی ہیں جو کہ متفرق عربی لغات میں مذکور ہیں۔[7]

وقائع کی لغوی تحقیق

وقائع کا مادہ "و، ق، ع" ہے۔ یہ واقعہ کی جمع ہے۔[8] عربی لغات میں اس کے درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں:

- لسان العرب کے مطابق واقعہ "اسم من اسماءیوم القيامة" ہے۔[9] جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے: فيومئذ وقعت الواقعة[10] (تو اس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی یعنی قیامت)۔ لسان العرب ہی میں ہے کہ الواقعة: النازلة من صروف الدهر[11] (واقعہ سے مراد مصائب زمانہ میں سے ایک مصیبت ہے)۔

- الرائد میں واقعہ کے درج ذیل معانی مذکور ہیں:
  - الصدمة فی الحرب (جنگ میں اچانک حملہ ہو جانا)۔
  - النومة فی آخراللیل (رات کے آخری حصہ میں سونا)۔[12]
- المعجم الوسیط میں ہے کہ الوقائع: الاحوال والاحداث[13] (وقائع سے مراد حالات وواقعات ہیں)۔
- مذکورہ معانی کے علاوہ شجاع، آفت زمانہ، پے در پے حملہ، لگاتار لڑائی، ہر رونما ہونے والی چیز، حادثہ اور کئی ایک معانی کیلئے کلام عرب میں مستعمل ہے جو کہ متفرق عربی لغات میں مذکور ہیں۔[14]

سیرت کی لغوی تحقیق

سیرت کا مادہ "س، ی، ر" ہے اور یہ سار فعل کا اسم ہے۔[15] لفظ سیرۃ "فعلة" کے وزن پر ہے اور عربی زبان میں یہ وزن بیان کیف کیلئے مستعمل ہے۔[16] سیرت کے عربی لغات میں درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں:

- المعجم اللغة العربية المعاصرة میں اس کا معنٰی "حالت یا ہیئت" بیان ہوا ہے۔[17] جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے: سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ[18] (عنقریب ہم انہیں ان کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے)۔
- المعجم الغنی میں ہے کہ اس کا معنٰی "خطة" ہے۔[19] جیسا کہ کلام عرب میں کہا جاتا ہے: سن سیرۃ یسیر علی خطاھا (وہ اپنے مقرر شدہ راستہ پر چلتا ہے)۔
- الرائد میں اس کا معنٰی "برتاؤ" ہے۔[20] کہا جاتا ہے: اظہر سیرۃ حسنۃ ای سلوکا حسنا (اس نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا)۔
- لسان العرب میں اس کا معنٰی "الطریقة" ذکر ہے۔[21] کہا جاتا ہے: ساربھم سیرۃ حسنۃ (وہ ان کے ساتھ اچھے راستہ پر چلا)۔
- المعجم الوسیط میں ہے: سیرۃ: الحالة التی یکون علیھا الانسان[22] (یعنی سیرت سے مراد انسان کی حالت و کیفیت ہے)۔
- مذکورہ معانی کے علاوہ سنت، عادت، چال چلن، مذہب، تصرف، زاد راہ کیلئے بھی کلام عرب میں مستعمل ہے جو کہ متفرق عربی لغات میں مذکور ہیں۔[23]

سیرت کی اصطلاحی تعریفات

ابن حجر رحمہ اللہ سیرت کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

السیرۃ اطلق ذلک علی ابواب الجهاد لانها متعلقة من احوال النبیﷺ فی غزواته۔[24]

سیرت کا اطلاق ابواب جہاد پر ہوتا ہے کیونکہ ان میں نبی کریم ﷺ کے غزوات سے متعلق احوال کا بیان ہے۔

یعنی ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک سیرت سے مراد ایسی مباحث ہیں جو غزوات النبی ﷺ کے احوال سے متعلق ہوں۔[25]

شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ سیرت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

آنچہ متعلق بوجود باجود پیغمبر ما ﷺ وصحابہ کرام وآل عظام اوست از ابتدائے تولد آنجناب تا غایت وفات آں را سیرت نامند۔[26]

وہ ابحاث جو ہمارے پیغمبر ﷺ، حضرات صحابہ کرام اور آل عظام کے وجودات مقدسہ سے متعلق ہوں اور جن میں حضور ﷺ کی ولادت سے وفات تک کے حالات بیان کئے گئے ہوں وہ سیرت کہلاتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرزاق ہرماس سیرت کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں:

العلم الذی تدرس فیه حیاة رسول الله من مولدہاالی وفاته مع التعریف باصوله ونسبه و نشاته وبعثته ومعجزاته ودعوته واخلاقه وجہادہ۔[27]

سیرت ایسا علم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے وفات تک اور آپ کے آباء، نسب، پرورش، بعثت، معجزات، دعوت، اخلاق اور جہاد کے متعلق پڑھاجاتا ہے۔

لفظ سیرت کی لغوی تحقیق، متقدمین ومتاخرین کے بیان کردہ اصطلاحی مفاہیم اور کتب سیرت کی مباحث کی روشنی میں "سیرت" کی جامع ومانع تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ ایسی تمام مباحث جن کا تعلق کسی بھی طرح نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے ہو، سیرت کہلاتی ہیں۔

اسبابِ ورودِ وقائع سیرت کی حد لقبی

اسبابِ ورودِ وقائعِ سیرت کی حدِ اضافی کے بیان کے بعد اگر اس کی حدِ لقبی کے حوالے سے بات کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ سیرت النبی ﷺ سے متعلق واقعات کے ورود کا باعث بننے والے امور، اسبابِ ورودِ وقائع سیرت کہلاتے ہیں۔

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کے قسیمین

اسباب نزول قرآن اور اسباب ورود حدیث کو قسیمین کی حیثیت سے بیان کرتے ہوئے ذیل میں بنیادی تعارف پیش کیا جاتا ہے لیکن یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ اسباب ظہور معجزہ کے اقسماء فقط دو میں محصور نہیں بلکہ سیرت النبی ﷺ کی تمام انواع کے اسباب اس کے قسیم ہیں، لیکن ذیل میں مذکور قسیمین کی حیثیت مسلم اور انہیں علوم القرآن اور علوم الحدیث کی اہم انواع شمار کیا جاتا ہے۔ اکابر علماء امت نے ان پر باقاعدہ کتب تصنیف کی ہیں۔ اس کے برعکس دیگر وقائع سیرت کے اسباب باقاعدہ علم کی حیثیت سے ہی متعارف نہیں۔

اسباب نزول قرآن

قرآن مجید جس کا نزول رسول اللہ ﷺ پر فصیح و بلیغ زبان عربی میں ہوا قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے واحد ذریعۂ ہدایت ہے۔ ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات ہر شعبۂ زندگی سے متعلق اس کتاب میں رہنما اصول موجود ہیں۔ انسانیت کی فوز وفلاح اور اُخروی نجات کا دارومدار کتاب اللہ کے انہی رہنما اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے اور یہی وہ اُصول ہیں جن کی روشنی میں کامیاب زندگی کی تشکیل ممکن ہے۔[28] قرآن مجید میں تمام علوم جمع تو ہیں لیکن انسانی ذہن ان تک رسائی سے قاصر ہے۔ اسی لئے ایسے کئی علوم وفنون وضع کئے گئے جو قرآن فہمی میں مدد دیتے ہیں اور جن کے ذریعے قرآن کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ انہی علوم میں سے ایک علم "اسباب نزول قرآن" ہے۔ اسباب نزول قرآن کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ایسا واقعہ، سوال یا مسئلہ جس کے نتیجہ میں قرآن کریم کی آیات کا نزول ہوا سبب نزول یا شان نزول کہلاتا ہے۔

ذیل میں اسباب نزول قرآن کی امثلہ کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ سبب نزول کو سمجھنے میں معاون ہیں۔

مثال اوّل

یاایها الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَقُولُوا راعِنَا وَقُولُوا انظُرنَا وَاسمَعُوا وَلِلکٰفِرِینَ عَذَابٌ أَلِیم۔[29]

اے ایمان والو! تم نبی کریم ﷺ کو "راعنا" مت کہا کرو بلکہ "انظرنا" کہو یعنی ہماری طرف دیکھیے اور پہلی بار ہی پوری توجہ سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کا سبب نزول یوں بیان فرماتے ہیں کہ عرب دوران گفتگو یہ کلمہ "راعنا" استعمال کرتے تھے۔ جب یہود نے صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے راعنا کہہ کر مخاطب ہوتے ہوئے دیکھا تو انہیں یہ امر بہت پسند آیا کیونکہ یہودیوں کے کلام میں تو راعنا کہنا بہت بری گالی تھی۔ چنانچہ پہلے تو وہ آپ ﷺ کو خفیہ طور پر گالیاں دیا کرتے تھے لیکن اب وہ یہ کلمہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو علی الاعلان گالی دینے لگے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے تو حضور اکرم ﷺ کو راعنا کہہ کر پکارتے اور ہنس دیتے۔ انصاری صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس شرارت کو بھانپ لیا کیونکہ وہ یہود کی زبان جانتے تھے۔ انہوں نے یہود سے کہا کہ اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں نے تمہارے کسی آدمی کے منہ سے یہ کلمہ سنا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اس پر یہود نے ان سے کہا کہ کیا تم خود یہ کلمہ کہہ کر ان سے مخاطب نہیں ہوتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ سے "راعنا" کہہ کر نہیں بلکہ "انظرنا" کہہ کر مخاطب ہوا جائے۔[30]

مثال دوم

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔[31]

مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مسلمان باندی (آزاد) مشرکہ عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھی لگتی ہو۔

مذکورہ آیت مبارکہ کا سبب نزول یوں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کے عناق نامی ایک عورت سے تعلقات تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ مدینہ منورہ چلے آئے اور وہ مکہ مکرمہ میں ہی رہ گئی۔ ایک مرتبہ کسی کام سے حضرت مرثد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عناق نے انہیں گناہ کی دعوت دی۔ حضرت مرثد نے صاف انکار کرکے فرمایا کہ اسلام میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو چکا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت کے بعد تمہارے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں۔ مدینہ طیبہ آکر آپ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب فرمائی اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس پر مذکورہ آیت مبارکہ کا نزول ہوا اور اس نے مشرکہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی۔[32]

مذکورہ بالا امثلہ کی روشنی میں واضح ہے کہ اسباب نزول قرآن سے مراد آیات قرآنیہ کا وہ خاص پس منظر ہے جو کہ ان کے نزول کا باعث بنا۔

فہم قرآن میں اسباب نزول قرآن کی اہمیت

فہم قرآن مجید سے مراد یہ ہے کہ انسان قرآن کریم سے مجتہدانہ طور پر احکام کا استنباط کر سکے، کسی آیت کو پڑھ کر اس کے واقعی اور حقیقی مفہوم کو متعین کر سکے، اس کے معیار بلاغت کو دریافت کرکے یہ سمجھ سکے کہ یہاں کلام کا مقتضائے حال کیا ہے اور کس چیز پر زور دینا مقصود ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے اسباب نزول قرآن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ فہم قرآن مجید میں اسباب نزول کو کس قدر اہمیت حاصل ہے اس سلسلہ میں علماء کی آراء کو مع امثلہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

امام واحدی فرماتے ہیں کہ:

ھی اوفی ما یجب الوقوف علیھا واولی ما تصرف العنایۃ الیھا لامتناع معرفۃ تفسیر الآیۃوقصد سبیلھا دون الوقوف علی قصتھاوبیان نزولھا۔[33]

اسباب نزول سے واقفیت اور دلچسپی بہت ضروری ہے اس لیے کہ آیت کی تفسیر کا علم اور اس کے مدعا کا حصول

اس کے واقعہ سے واقفیت اور اس کے سبب نزول کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں۔

ذیل میں مذکور آیت اور اس کے سبب نزول سے متعلق بحث امام واحدی کے قول "آیت کی تفسیر کا علم اور اس کے مدعا کا حصول سبب نزول پر موقوف ہے" کی حقیقت پر بیّن دلیل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

یاایھاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۔[34]

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ حتیٰ کہ جاننے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

اگر مذکورہ آیت مبارکہ سے متعلق سبب نزول کی روایات سامنے نہ ہوں تو سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب شراب ازروئے قرآن بالکل حرام ہے تو یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ نشے کی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ؟ اس سوال کا جواب صرف سبب نزول کی معرفت ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ چنانچہ اس کے سبب نزول میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کو کھانے پر مدعو کیا اور وہاں کھانے کے بعد شراب پی گئی۔ اسی دوران مغرب کی نماز کا وقت ہوا، دوران نماز امام سے سورۃ الکافرون کی آیات کی تلاوت میں غلطی ہوئی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[35] پس معلوم ہوا کہ علم سبب نزول سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے کن حالات میں اور کیوں نازل فرمایا۔ یوں مقصودی معنیٰ اور حکم کی اصل تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔

امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ:

وبیان سبب النزول طریق قوی فی فہم معانی الکتاب العزیز۔[36]

سبب نزول کا بیان معانی قرآن کے فہم کا زبردست ذریعہ ہے۔

ذیل کی سطور میں مذکور آیت مبارکہ اور اس کے سبب نزول سے متعلقہ بحث امام ابن دقیق العید کے قول "مقصودی معنیٰ تک رسائی کا ذریعہ سبب نزول ہے" کی وضاحت پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْاوَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَاطعموااِذَامَااتَّقَوْاوَّاٰمَنُوْاوَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔[37]

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر کھانے میں کوئی گناہ نہیں جبکہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور اچھے عمل کریں۔

سورہ مائدہ کی اس آیت سے بظاہر یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ ایمان، عمل صالح اور تقویٰ کے ہوتے ہوئے جو کچھ بھی کھا لیا جائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ عثمان بن مظعون اور عمرو بن معدیکرب یہ دونوں صاحب شراب کو مباح کہا کرتے تھے اور اس پر مذکورہ آیت بطور حجت لاتے تھے۔ اگر انہیں اس آیت کا سبب نزول معلوم ہوتا تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے۔[38] اللہ تعالیٰ کی اصل مراد و منشا کیا ہے آیت کا سبب نزول جاننے ہی سے واضح ہوتا ہے۔ جیسے براء بن عازب رضی اللہ عنہما یوں بیان فرماتے ہیں:

حرمت شراب کے حکم سے پہلے آپ کے کئی اصحاب وفات پا چکے تھے۔ لہٰذا جب شراب حرام ہوئی تو لوگوں نے کہا ہمارے ان اصحاب کا کیا ہو گا جو وفات پا گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[39]

معلوم ہوا کہ سبب نزول کی معرفت سے اشکال رفع اور آیات کے معانی منکشف ہوتے ہیں جس سے سمجھنے میں الجھن باقی نہیں رہتی۔

اسباب ورود حدیث

قرآن کریم کے الفاظ، جملوں، آیات اور سورتوں تک رسائی کی بات ہو، اس کی ترتیب کا مسئلہ ہو، مصحفِ قرآنی کی اساس

اور ماخذ کا معاملہ ہو، کسی آیت کا مفہوم سمجھنے میں الجھن درپیش ہو یا قرآن کریم کی کسی بات پر غیر مسلموں کے کسی اعتراض کا مسئلہ ہو، ہر معاملہ میں ہم حدیثِ نبوی ﷺ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام علومِ دینیہ کا سرچشمہ اور اساس حدیثِ نبوی ﷺ کا علم ہے کیونکہ اسی سے ہمیں قرآن ملتا ہے، اسی سے سنت حاصل ہوتی ہے اور اسی کی بنیاد پر فقہ تشکیل پاتی ہے۔

حدیث مبارکہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر فہم حدیث کیلئے کئی علوم وضع کئے گئے۔ ان میں سے بعض علوم تو فقط ایک نوع کی حیثیت سے کتب میں بیان ہوئے جبکہ بعض اہم علوم نے ایسی وسعت اختیار کی کہ ان کیلئے مستقل کتب ورسائل لکھے گئے۔ انہیں علوم میں سے ایک علم "اسباب ورود حدیث" ہے۔ اسباب ورود حدیث کی اصطلاحی تعریف یوں ہے:

ما دعا الحديث الى وجوده ايام صدوره۔[40]

ایسا امر جو حدیث کے وجود کا داعی ہو اور یہ امر صدور حدیث کے ایام میں پایا جائے۔

ذیل میں اسباب ورود حدیث کی امثلہ کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ اسباب ورود حدیث کو سمجھنے میں معاون ہیں۔

مثال اوّل

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الماء لا يجنب۔[41]

پانی جنبی نہیں ہوتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث کا سبب ورود یوں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ نے لگن میں سے غسل کیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس سے وضو یا غسل فرمانا چاہا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت سے تھی اور میں نے اسی پانی سے غسل کیا ہے تو اس حدیث کا ورود ہوا یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا ہوا؟ پانی جنبی نہیں ہوتا بلکہ پاک ہی رہتا ہے۔[42]

مثال دوم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الخراج بالضمان ۔[43]

آمدنی کا وہی حقدار ہوتا ہے جو ضامن ہوتا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کا سبب ورود یوں بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے غلام خریدا، پھر جب تک اللہ نے چاہا، وہ اس کے پاس رہا۔ بعد ازاں اسے غلام کے کسی عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے اسے بیچنے والے کو واپس کرا دیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے آمدنی بھی لی ہے۔ تو اس حدیث مبارکہ کا ورود ہوا یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آمدنی کا وہی حقدار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔[44]

مذکورہ بالا امثلہ کی روشنی میں اسباب ورود حدیث کا اصطلاحی مفہوم واضح طور پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سبب ورود حدیث سے مراد "باعث ورود الحدیث" یعنی ایسا امر ہے جس کے باعث حدیث کا ورود ہوا۔

فہم حدیث میں اسباب ورود کی اہمیت

محدثین کا شرح حدیث، فقہاء کا احکام کے لئے استنباط اور اصولیین کا وضع اصول میں سبب ورود سے استفادہ کی امثلہ

کو بالترتیب ذیل کی سطور میں بیان کیا جاتا ہے جو کہ فہم حدیث میں اسباب ورود حدیث کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں:

مثال اوّل

إنَّما الأعمالُ بالنِّيّاتِ وإنَّما لِكلِّ امرئٍ ما نوى فمن كانت هجرتُهُ إلى اللهِ ورسولِهِ فَهجرتُهُ إلى اللهِ ورسولِهِ ومن كانت هجرتُهُ إلى دنيا يصيبُها أو امرأةٍ ينْكحُها فَهجرتُهُ إلى ما هاجرَ إليْهِ۔[45]

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بلاشبہ ہر شخص کیلئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ سو جس نے ہجرت اللہ اور رسول ﷺ کیلئے کی اس کی ہجرت اللہ اور رسول ﷺ کیلئے ہی شمار ہوگی اور جس نے دنیا کے حصول کیلئے یا عورت سے نکاح کیلئے کی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف شمار ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

مذکورہ حدیث مبارکہ کا سبب ورود یوں ہے کہ ایک شخص نے اُمّ قیس نامی عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اس نے جواباً مطالبہ کیا کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں یعنی اس کی پیشکش کی منظوری کو مدینہ آمد کے ساتھ مشروط کر دیا۔ چنانچہ وہ شخص اسی غرض سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچا اور اس کی شادی ہوگئی۔ صحابہ کرام اس کو مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔ یہی واقعہ ذکر کردہ حدیث کے ورود کا سبب بنا۔[46]

اس حدیث کے کلمات اخیرہ سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دنیا کا ذکر پہلے ہو چکا اور اس کے عموم میں عورت داخل ہے تو پھر امراۃ کا بطور خاص ذکر یعنی خصوص بعد العموم کی وجہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب شراح حدیث نے مذکورہ حدیث مبارکہ کے سبب ورود ہی کی مدد سے دیا ہے۔ جیسا کہ امام کرمانی مذکورہ سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

چونکہ یہ حدیث مہاجر ام قیس کے واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی جس نے ام قیس سے نکاح کی خاطر ہجرت کی تھی تو اسی لیے یہاں بطور خاص عورت کا الگ سے ذکر کیا گیا ہے۔[47]

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شارحین نے متن حدیث پر ہونے والے سوالات و اعتراضات کے جوابات دینے کیلئے اسباب ورود حدیث سے بھی مدد لی ہے۔

مثال دوم

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنْ النَّارِ۔[48]

ایڑیوں کے لئے خرابی ہے یعنی جہنم کی آگ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مذکورہ حدیث مبارکہ کا سبب ورود یوں بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے۔ راستے میں جب ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں پانی موجود تھا تو کچھ لوگوں نے عصر کی نماز کی ادائیگی کیلئے جلدی کی اور وضو بھی جلدی میں کیا۔ ہم پہنچے تو ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں یعنی انہیں پانی نے چھوا تک نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ۔[49]

ان ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ وضو اچھی طرح کیا کرو۔

مذکورہ حدیث مبارکہ کے سبب ورود ہی سے یہ اہم فقہی مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر پاؤں موزوں اور جرابوں میں نہ ہوں تو

ان پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اگر ایسی صورت میں بھی مسح جائز ہوتا تو مسح چونکہ ظاہر قدم پر ہی ہوتا ہے اس لئے ایڑیوں کے خشک رہنے سے وضو میں کوئی نقصان نہ ہوتا اور نہ ہی آگ کی وعید کا کوئی سبب ہوتا۔ امام ترمذی مذکورہ حدیث مبارکہ کے تحت سبب ورود سے مستنبط فقہی مسئلہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

وفقه هذا الحديث انه لايجوز المسح على القدمين اذا لم يكن عليهما خفان او جوربان۔[50]

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ پیروں کا مسح جائز نہیں اگر ان پر موزے یا جرابیں نہ ہوں۔

مثال سوم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قم يا بلال اذن فى الناس ان يصوموا غدا۔[51]

اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ حدیث مبارکہ کا سبب ورود یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آج رات ماہ رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! تو پس مذکورہ حدیث مبارکہ کا ورود ہوا یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔"[52] مذکورہ حدیث مبارکہ کے سبب ورود سے درج ذیل اصول ثابت ہوتے ہیں:

- مسلم کی خبر واحد قابل قبول ہے۔
- تمام صحابہ عدول وصدوق ہیں کہ ان پر جرح جائز نہیں۔
- کسی سوال کے جواب میں اثبات کیلئے ہاں اور نفی کیلئے صرف نہ کہہ دینا کافی ہے۔ بشرطیکہ اس کا تعلق حدود وقصاص وغیرہ سے نہ ہو۔[53]

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کی اقسام

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کی تین اقسام ہیں:

1. اسبابِ داعیہ
2. اسبابِ طلبیہ
3. اسبابِ حاجیہ

وجہ تحدید

اسباب ظہور معجزات دو حال سے خالی نہیں۔ ان کا تعلق دعوت سے ہو گا یا غیر دعوت سے، بصورت اول داعیہ اور بصورت ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔ ان کا تعلق مطالبہ سے ہو گا یا حاجت سے، بصورت اول طلبیہ اور بصورت ثانی حاجیہ۔ طلبیہ پھر دو حال سے خالی نہیں۔ مطالبہ کا تعلق مؤمن سے ہو گا یا کافر سے، بصورت اول طلبیہ تزیدیہ، بصورت ثانی طلبیہ تصدیقیہ اور حاجیہ پھر دو حال سے خالی نہیں۔ اس میں جلب منفعت یا دفع ضرر کا تعلق انسان سے ہو گا یا غیر انسان سے بصورت اول انسانیہ اور بصورت ثانی غیر انسانیہ۔

آئندہ سطور میں مذکورہ بالا تمام اقسام کی تعریفات مع امثلہ پیش کی جاتی ہیں۔

اوّل: اسبابِ داعیہ

رسول اللہ ﷺ سے دعوت ایمان پیش کرنے کیلئے ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب داعیہ کہلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے دیہاتی مسافر کو دعوت ایمان دینے کیلئے معجزہ کا ظہور۔ [54]

دوم: اسباب طلبیہ

رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب طلبیہ کہلاتے ہیں۔ اسباب طلبیہ کی دو اقسام ہیں:

1. اسباب طلبیہ تزیدیہ۔
2. اسباب طلبیہ تصدیقیہ۔

اسباب طلبیہ تزیدیہ

رسول اللہ ﷺ سے ازدیاد ایمان کیلئے مؤمنین کے مطالبہ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب طلبیہ تزیدیہ کہلاتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ سے ازدیاد ایمان کیلئے مؤمن اعرابی کے مطالبہ کے نتیجہ میں معجزہ کا ظہور۔ [55]

اسباب طلبیہ تصدیقیہ

رسول اللہ ﷺ سے تصدیق رسالت کیلئے کفار کے مطالبہ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب طلبیہ تصدیقیہ کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے گروہ مشرکین کے مطالبہ کے نتیجہ میں معجزہ کا ظہور۔ [56]

سوم: اسباب حاجیہ

رسول اللہ ﷺ سے جلب منفعت اور دفع ضرر کیلئے ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب حاجیہ کہلاتے ہیں۔

اسباب حاجیہ کی دو اقسام ہیں:

1. اسباب حاجیہ انسانیہ۔
2. اسباب حاجیہ غیر انسانیہ۔

اسباب حاجیہ انسانیہ

رسول اللہ ﷺ سے نوع انسانی کو فائدہ پہنچانے یا ان سے ضرر کو دفع کرنے کیلئے ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب حاجیہ انسانیہ کہلاتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ سے لشکر اسلام کو فائدہ پہنچانے اور ضرر کو دفع کرنے کیلئے معجزہ کا ظہور۔ [57]

اسباب حاجیہ غیر انسانیہ

رسول اللہ ﷺ سے نوع انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو فائدہ پہنچانے یا ان سے ضرر کو دفع کرنے کیلئے ظاہر ہونے والے معجزات کے اسباب، اسباب حاجیہ غیر انسانیہ کہلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر شکار کی ہوئی ہرنی کو فائدہ پہنچانے اور ضرر کو دفع کرنے کیلئے بذریعہ کلام معجزہ کا ظہور۔ [58]

اسبابِ ظہورِ معجزاتِ نبوی ﷺ کے مقسم، اقسماء اور اقسام کا نقشہ

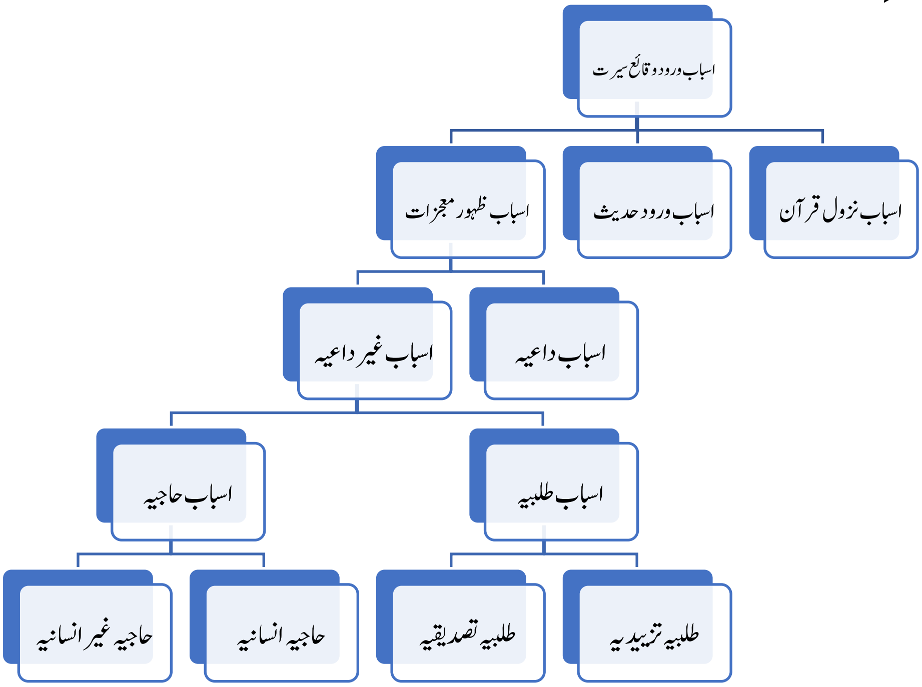

نتائج البحث

مذکورہ تحقیقی جائزہ کی روشنی میں درج ذیل نتائج اخذ کئے گئے ہیں:

- **ام العلوم:** سیرت ام العلوم ہے کیونکہ تمام علوم کا مصدر ذات رسالت مآب ﷺ ہے اور سیرت وہ علم ہے جس کا اطلاق ہر اس شے پر ہوتا ہے جس کا تعلق نبی کریم ﷺ سے ہے پس یوں سیرت کا اصل اور باقی تمام علوم کا اس کی فرع ہونا واضح ہے۔
- **اسباب ظہور معجزہ کے اصول وفروع:** "اسبابِ ورودِ وقائعِ سیرت" علوم السیرۃ کی اہم نوع ہے۔ اسباب نزول قرآن، اسباب ورود حدیث اور اسباب ظہور معجزہ سمیت دیگر واقعات سیرت کے اسباب اس کی اقسام ہیں یعنی اسباب نزول قرآن وورود حدیث، اسباب ظہور معجزہ کے قسیمین ہیں۔
- **معجزات کے ظہور کے اسباب:** "اسباب ظہور معجزہ" کی اقسام اس بات پر دال ہیں کہ معجزات نبوی ﷺ کا ظہور پانچ اسباب کے تحت ہوا جو کہ یہ ہیں:

1. اسباب داعیہ۔
2. اسباب طلبیہ تصدیقیہ۔
3. اسباب طلبیہ تزییدیہ۔
4. اسباب حاجیہ انسانیہ۔
5. اسباب حاجیہ غیر انسانیہ۔

سفارشات

- ادب سیرت کو باقاعدہ علم کی حیثیت سے متعارف کروانے کی سعی کی جائے۔
- سیرت کی تفہیم کیلئے معاون علوم وضع کئے جائیں۔

- اسباب ظہور معجزات نبوی ﷺ کی روشنی میں معجزہ اور اس کے متعلقات کو موضوع تحقیق بنایا جائے۔
- اسبابِ ورودِ وقائع سیرت کو یوں موضوعِ تحقیق بنایا جائے کہ اس کی تمام اقسام کا احاطہ ہو سکے۔

حوالہ جات و حواشی

1 احمد مختار عمر، الدکتور، معجم اللغة العربية المعاصرة، (بیروت: دار عالم الکتب، 2008ء)، 3/2422۔

2 ایضاً۔

3 ابو العزم عبد الغنی، الدکتور، معجم الغنی الزاهر، (الرباط: مؤسسة الغنی، 2013ء)، 4/4118۔

4 ایضاً۔

5 ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، (ایران: ادب الحوزة، 1405ھ)، 3/457۔

6 سورۃ القصص 28:23۔

7 جبران مسعود، الرائد، (بیروت: دار العلم والملایین، 1992ء)، ص 860۔

8 احمد مختار عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، 3/2482۔

9 ابن منظور، لسان العرب، 8/403۔

10 سورۃ الحاقة 69:15۔

11 ابن منظور، لسان العرب، 8/403۔

12 جبران مسعود، الرائد، ص 870۔

13 جماعۃ، المعجم الوسيط، (مصر: مکتبۃ الشروق الدولیہ، 2004ء)، ص 1051۔

14 الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی، تاج العروس من جواهر القاموس، (کویت: التراث العربی، 1405ھ)، 22/357۔

15 فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحيط، (بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، 1998ء)، ص 412۔

16 ابو محمد عبد اللہ، بدر الدین، العدة فی اعراب العمدة، (الدوحۃ: دار الامام البخاری، سن ندارد)، 1/395۔

17 احمد مختار عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، 2/1147۔

18 سورۃ طٰہٰ 20:21۔

19 ابو العزم عبد الغنی، معجم الغنی الزاهر، 3/2463۔

20 جبران مسعود، الرائد، ص 457۔

21 ابن منظور، لسان العرب، 4/390۔

22 جماعۃ، المعجم الوسيط، ص 467۔

23 فیروز آبادی، القاموس المحيط، ص 412۔

24 العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری بشرح البخاری، (مصر: المکتبۃ السلفیہ، 1390ھ)، 6/4۔

25 اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر لکھی جانے والی کتب کی روشنی میں علم السیرۃ کے دائرہ کار کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں اس کا دائرہ کار محدود تھا لیکن ابتداء ادب سیرت تا ہنوز اس کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا ہے۔ جو کہ ذیل میں مذکور مختلف ادوار میں لکھی جانے والی کتب سیرت کی مباحث سے واضح ہے: ابن اسحاق کی "السیرۃ النبویہ" میں واقعات وغزوات کا بیان ہے۔ ابن ہشام کی "السیرۃ النبویہ" اسی کی توضیحی صورت ہے۔ ابن سعد کی "الطبقات الکبریٰ" میں آپ کے نسب سے وصال تک پوری حیات مبارکہ

اور راویوں کے طبقات کا بیان ہے۔ امام بیہقی اور ابو نعیم کی کتب "دلائل النبوۃ" میں واقعات سیرت اور معجزات کا بیان ہے۔ ابن عساکر کی "السیرۃ النبویہ"، مقریزی کی "امتاع الاسماع"، صالحی کی "سبل الہدیٰ والرشاد" اور حلبی کی "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" میں واقعات کی تفصیل کے ساتھ شمائل وخصائص کا بیان بھی ہے۔ ابن کثیر کی "السیرۃ النبویہ" تاریخی واقعات کا بیان ہے۔ قسطلانی کی "المواہب اللدنیہ" خصائص ومناقب پر مشتمل ہے۔ "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ"، "الوفاء باحوال المصطفی ﷺ"، "کتاب شرف المصطفی ﷺ" اور "الخصائص الکبریٰ" میں فضائل وشمائل بیان کیے گئے ہیں۔ "حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ" میں معجزات کا بیان ہے۔ (محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، **سیرۃ الرسول**، (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2007ء)، 1/25-26۔)

26 دہلوی، شاہ عبد العزیز، محدث، **عجالہ نافعہ**، (دہلی: مجتبائی، سن ندارد)، ص18۔

27 ہرماس، عبد الرزاق، الدکتور، **مصادر السیرۃ النبویہ بین المحدثین والمؤرخین**، ص13۔

28 اسباب نزول قرآن کو اسباب ظہور معجزہ کا قسیم قرار دینے کی صورت میں اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآن تو اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو عطا کردہ سب سے بڑا معجزہ ہے اور تمام سلف وخلف کا اس پر اتفاق ہے۔ لہٰذا اسباب نزول قرآن کو اسباب ظہور معجزہ کا قسیم قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ تو اس کی قسم ہے۔ مذکورہ اعتراض کو ذیل میں دو طریق سے رفع کیا جاتا ہے:

اول: اسباب نزول قرآن کو اسباب ظہور معجزہ کا قسیم قرار دے کر اس بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ اسباب ظہور معجزات نبوی ﷺ کی اصطلاح کے تحت ماسوا القرآن معجزات داخل ہیں۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسباب نزول قرآن کے تحت قرآن اور اسباب ظہور معجزات کے تحت ماسوا القرآن معجزات کے اسباب کو بیان کرنا مقصود ہے۔ پس یوں ان دونوں کا قسیم ہونا واضح ہے۔

دوم: اگرچہ قرآن معجزۂ عظیمہ ہے لیکن اہل سیر نے وحی اور معجزہ کو سیرت کی دو الگ الگ انواع شمار کیا ہے۔ جیسا کہ استاذی المکرم ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس اصول سیرت پر اپنی کتاب علوم السیرہ میں وحی اور اس کے متعلقات کو اطراف سیرت جبکہ دلائل النبوہ سے متعلق ابحاث کو اوصاف سیرت ذاتیہ میں شمار کرتے ہیں۔ اس حیثیت سے انہیں ایک دوسرے کا قسیم اور اسباب ورود وقائع سیرت کو ان کا مقسم قرار دینے میں کوئی حرج نہیں۔

29 سورۃ البقرہ 2:104۔

30 الواحدی، ابو الحسن علی بن احمد، امام، **اسباب النزول**، (دمام: دار الاصلاح، 1992ء)، ص33۔

31 سورۃ البقرۃ 2:221۔

32 الواحدی، **اسباب النزول**، ص74۔

33 ایضاً، ص8۔

34 سورۃ النساء 4:43۔

35 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، **السنن**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، كِتَابُ الاشربة، بَابُ تحريم الخمر، رقم الحدیث: 3671۔

36 ابن دقیق العید، تقی الدین، **احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام**، (بیروت: دار عالم الکتب، 1987ء)، 2/259۔

37 سورۃ المائدۃ 5:93۔

38 السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، **الاتقان فی علوم القرآن**، (قاہرۃ: الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء)، 1/108۔

39 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، ابواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، بَاب ومن سورة المائده، رقم الحدیث: 3050۔

40 العصری، زین العابدین، الدکتور، **سبب ورود الحدیث ضوابط و معاییر**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1971ء)، ص48۔

41 الترمذی، **السنن**، ابواب الطهارة عن رسول الله ﷺ، بَاب ما جاء في رخصة في ذلك، رقم الحدیث: 65۔

42 ابو داؤد، **السنن**، كِتَابُ الطهارة، بَابُ الماء لايجنب، رقم الحدیث: 68۔

43 النسائی، احمد بن شعیب، **المجتبیٰ من السنن**،(ریاض: دارالسلام،2014ء)،کتاب البیوع،باب الخراج الضمان، رقم الحدیث:4495۔

44 ابو داؤد، **السنن**، کِتَابُ الاجاره،بَابُ فیمن اشتریٰ عبدافاستعمله ثم وجد به عیبا، رقم الحدیث:3510۔

45 البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ،1422ھ)، کِتَاب بدء الوحی، رقم الحدیث:01۔

46 النووی، یحییٰ بن شرف، **المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی،1982ء)،7/55۔

47 کرمانی، محمد بن یوسف، **الکواکب الدراری شرح البخاری**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی،1981ء)،1/23۔

48 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **السنن**، کتاب الطہارۃ، بَاب ما جاء ویل للاعقاب من النار، رقم الحدیث:41۔

49 مسلم، **صحیح مسلم**، کِتَابُ الطہارۃ، بَابُ وجوب غسل الرجلین بکمالهما، رقم الحدیث:570۔

50 الترمذی، **السنن**، بَاب ما جاء ویل للاعقاب من النار، رقم الحدیث:41۔

51 ابن ماجۃ، محمد بن یزید، **السنن**، (ریاض: دارالحضارۃ للنشر والتوزیع،2015ء)، کتاب الصیام، باب ماجاء فی الشهادۃ علی رؤیة الهلال، رقم الحدیث:1652۔

52 ایضاً۔

53 باروی، محمد رمضان نجم، مفتی، **فہم حدیث میں اسباب ورود کی اہمیت**، (لاہور: پروگریسو بکس،2018ء)، ص276۔

54 الدارمی، **السنن**، کتاب علامات النبوۃ و فضائل سیدالاولین والآخرین، باب ما اکرم اللہ به نبیه من ایمان الشجربه والبهائم والجن، رقم الحدیث:18۔

55 الاصبہانی، ابونعیم، **دلائل النبوۃ**، (بیروت: المکتبۃ العصریہ،2012ء)، رقم الحدیث:291۔

56 ایضاً، رقم الحدیث:209۔

57 مسلم، **صحیح مسلم**، کِتَابُ الجہاد والسیر، بَابُ فی غزوۃ حنین، رقم الحدیث:4612۔

58 الاصبہانی، **دلائل النبوۃ**، رقم الحدیث:673۔